امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور فن جرح وتعدیل (مشکل الآثار کا اختصاصی مطالعہ)

عبد العزیز*

ڈاکٹر اعجاز احمد**

After Quran, sayings of the Holy Prophetﷺ are the fundamental source of teachings of Islam, so according to the saying of Imam Muhammad Bin Sirin فا نظروا عمن تاخذون دینکم it is obligatory to get help from Jarh-o-Tadeel to examin the chain of narrators.No doubt, the scholars of hadith have considered this art to get hadith from other.Imam Tahavi is one of them who criticizes or praises the narrators during narration of hadith. In this article I have reviewed his book Sharh-o-Mushkil-ul-Aathar regarding Jarh-o-Tadeel. After reading his book, we come to know that Imam Tahavi gets help from this art to examin the chain of narrators.Many times he rejected a hadith and accepted other by using this art to remove the contradiction between hadith. One thing which is also considerable is that during criticizing or praising the narrators, Imam Tahavi uses such words, by which we can easily understand the level of narrators.

شریعت مطہرہ کا دوسرا بنیادی ماخذ حدیث ہے۔ قرآن کریم کے بعد اسی سے اسلام کے اعتقادی اور عملی احکام کا استنباط کیا جاتا ہے۔ جب یہ علم حدیث اس قدر اہمیت کا حامل تھا تو اس کے پرکھنے کے لیے کچھ نہ کچھ اصول وضوابط کی ضرورت تھی جن کی بنیاد پر ہم حدیث صحیح اور غیر صحیح میں فرق کر سکیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں نے دو قسم کے اصول مرتب کیے۔ ایک کو اصول روایت کہتے ہیں اور دوسرے کو اصول درایت کہتے ہیں۔ اصول روایت ہی اصل میں فن جرح وتعدیل ہے۔ احادیث کو پرکھنے کے لیے مسلمان فن جرح وتعدیل کے اصول وضوابط منضبط کیوں نہ کرتے جبکہ خود قرآن وحدیث میں اس کے واضح اشارے موجود ہوں۔ فن جرح وتعدیل کے اصول وضع کرنے اور پھر ان اصولوں کے ذریعے راویانِ حدیث کی تحقیق اور ان پر جرح وتعدیل کا اصلی ماخذ سورۃ الحجرات کی یہ آیت ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ (۱)

---

* پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور۔

** ڈائریکٹر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور۔

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کو خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ نا سمجھی میں کسی قوم پر چڑھ دوڑو پھر اپنے کئے پر پچھتانے لگو۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "کتاب الجرح والتعدیل" میں اس آیت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''دَل علی ان السنن تصح عن رسول اللہ ﷺ بنقل الرواۃِ الصادقین لہا''(۲)

یہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنن اسی وقت صحیح تصور ہونگی جب سچے راویوں نے ان کو نقل کیا ہو گا۔

امام ابو بکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفصیل میں لکھتے ہیں:

"یہ آیت تقاضا کرتی ہے کہ فاسق کی خبر کا تثبت واجب ہے نیز اس خبر پر عمل کرنا اور اس کو قبول کرنا منع ہے جب تک کہ تحقیق نہ کر لی جائے اور اس مخبر کے صحیح ہونے کا علم نہ ہو جائے ...یونہی فاسق کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کے بارے میں خبر دینا یا کسی دینی امر کے بارے میں خبر دینا یا کسی انسان پر کوئی حق ثابت کرنے کے لئے خبر دینا قابلِ قبول نہیں مگر تحقیق کے بعد" (۳)

لہٰذا راویوں کی جرح و تعدیل کا ثبوت خود قرآن پاک سے ملتا ہے۔ اس لئے دینی امور میں ہر قسم کے نقص سے بچنے کے لئے حدیث کے راویوں کی تحقیق و تفتیش بے حد ضروری ہے تاکہ حدیث کی صحت اور ضعف کا علم ہو سکے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال سے بھی ہمیں ہر بات کی تحقیق و تفتیش کا پیغام ملتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کفی بالمرء کذبا ان یحد ث بکل ما سمع''(۴)

آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جو سنے روایت کر دے۔

فنِ جرح و تعدیل کے ماہرین راویانِ حدیث پر عیب لگاتے ہیں اس کی اصل بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے بوقتِ ضرورت چند اشخاص کے عیوب بیان کیے ہیں مثلاً امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت نقل کی ہے :

''ان رجلااستأذن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ائذنوالہ فلبئس ابن العشیرۃ او بئس رجل العشیرۃ ''(۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے دو، یہ شخص اپنے قبیلہ کا برا آدمی ہے۔

بہر حال فن جرح وتعدیل کی اہمیت کو ہر وہ شخص تسلیم کرتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو حجت مانتا ہے اور اُسے یہ معلوم ہے کہ اسلام کے اعتقادی اور عملی احکام کا دوسرا اہم مصدر سنتِ رسول ﷺ ہے۔ اسی امر کے پیشِ نظر ماہرین اسماء الرجال اور ائمہ جرح وتعدیل نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی احادیث کے راویوں کے عیوب کھول کر بیان کردیں تاکہ وہ احادیث جن پر امور دینیہ موقوف ہیں۔ انکی صحت کو بطریق احسن پرکھا جاسکے۔

یہی وجہ ہے کہ محدثین نے روایتِ حدیث میں فنِ جرح وتعدیل سے خوب مدد حاصل کی اور نقلِ حدیث میں کبھی بھی اس فن کو فراموش نہیں کیا۔ وہ محدثین جنہیں فن جرح وتعدیل میں بھی مقتدا اور پیشوا کی حیثیت حاصل ہے، ان میں امام طحاوی رحمۃ للہ علیہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا مطالعہ کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو فن جرح و تعدیل میں خوب مہارت حاصل تھی۔ بلکہ اگر ہم کتب جرح وتعدیل کا مطالعہ کریں تو ان میں بھی ہمیں راویوں کی جرح وتعدیل کے بارے میں امام طحاوی کے اقوال مذکور ملیں گے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے رجال پر خود بھی باقاعدہ کتابیں تحریر کی ہیں۔ ابن الندیم " الفہرست" میں امام موصوف کی ایک کتاب کا ذکر کرتے ہیں جس کا نام "نقض کتاب المدلسین علی الکرابیسی" ہے۔(۶) اسماعیل پاشانے ہدیۃ العارفین میں بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔(۷) اس کے علاوہ کتب میں آپ کی کتاب "الرد علی ابی عبید" کا تذکرہ بھی ملتا ہے جو اسی فن سے متعلق ہے۔ (۸)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام طحاوی کو اس فن میں مہارت تامہ اور اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ فن جرح وتعدیل میں بہت سے علماء نے امام موصوف کے اقوال پر اعتبار کیا ہے اور ان کی جرح وتعدیل کو قبول کرتے ہوئے حوالہ کے طور پر نقل کیا ہے۔ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں جابجاامام کے قول نقل کیے ہیں۔ ابنِ واردۃ پر گفتگو کرتے ہوئے علامہ ذہبی نے امام طحاوی کا قول نقل کیا اور لکھا:

''قال الطحاوی : ثلاثۃ بالرای لم یکن فی الارض مثلھم فی وقتھم ابوحاتم و ابو ذرعۃ وابن واردۃ ''(۹)

امام طحاوی نے کہا کہ میری رائے میں یہ تین اشخاص ایسے ہیں کہ ان کے زمانے میں ان کی مثل کوئی نہ تھا۔ ابو حاتم، ابوزرعہ اور ابن واردۃ

علامہ ذہبی، میزان الاعتدال میں بھی امام طحاوی کے اقوال نقل کرتے ہیں، لہٰذا ابو یوسف کے بارے میں آپ کی رائے بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

''واما الطحاوی فقال سمعت ابراھیم بن ابی داود البرلسی ، سمعت یحیٰی بن معین یقول : لیس فی اصحاب الرأی اکثر حدیثا ولا اثبت من ابی یوسف''(۱۰)

امام طحاوی نے کہا کہ میں نے ابراہیم بن ابی دائود برلسی اور یحییٰ بن معین کو سنا وہ کہتے ہیں کہ اصحاب رائے میں ابو یوسف سے بڑھ کر نہ تو کسی کے پاس احادیث کا ذخیرہ ہے اور نہ ہی کوئی شخص اصحاب الرائے میں ان سے زیادہ حفظ و ضبط والا ہے۔

یغنم بن سالم بن قنبر کے حالات میں امام ذہبی نے امام طحاوی کے قول کو بطور حجت قبول کیا، لکھتے ہیں:

''وقال الطحاوی : حدثنایونس بن عبدالا علی قال : قدم علینا یغنم بن سالم مصر ، فجئتہ فسمعتہ یقول : تزوجت امرأۃ من الجن ، فلم أرجع الیہ ''(۱۱)

امام طحاوی نے کہا کہ ہم سے یونس بن عبد الاعلی نے بیان کیا اور کہا کہ یغنم بن سالم ہمارے پاس مصر میں آیا تو میں اس کے پاس گیا میں نے اس سے سنا کہ وہ کہتا ہے کہ ایک عورت نے ایک جن سے شادی کی پھر میں اس کی طرف دوبارہ کبھی نہیں گیا۔

اسی طرح یوسف بن خالد کی جرح میں امام ذہبی نے اپنی کتاب میزان الاعتدال میں امام طحاوی کا قول نقل کیا:

''قال الطحاوی ، حدثنا المزنی ، حدثنا الشافعی ، حدثنا یوسف بن خالد السمتی وکان ضعیفا '' (۱۲)

امام طحاوی نے کہا کہ ہم سے مزنی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے امام شافعی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے یوسف بن خالد السمتی نے بیان کیا اور وہ ضعیف تھا۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں آپ کے قول کو بطور حجت قبول کیا ہے اور محمد بن مسلم المعروف ابن الواردۃ کے بارے میں امام طحاوی کا وہی قول نقل کیا جو امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ابن الواردۃ کی تعدیل کرتے ہوئے امام کا قول نقل کیا۔(۱۳)

حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں بحر بن نصر بن سابق خولانی کی تعدیل کرتے ہوئے امام طحاوی کا قول نقل کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

''قال ابو جعفر الطحاوی سمعت یونس بن عبد الاعلی وذکر بحر بن نصر فوثقہ '' (۱۴)

ابو جعفر طحاوی نے کہا میں نے یونس بن عبد الاعلی کو سنا اور بحر بن نصر کا تذکرہ کیا تو انہوں نے بحر بن نصر کی توثیق کی۔

اسی طرح حسن بن عیاش کے تذکرہ میں امام طحاوی کے قول کو بطورِ حجت نقل کیا:

''قال الطحاوی: ثقۃ حجۃ '' (۱۵)

سالم بن عبد الواحد المرادی الانعمی کے تذکرہ میں امام طحاوی کا قول نقل کیا:

''وقال الطحاوی مقبول الحدیث'' (۱۶)

امام طحاوی نے انہیں مقبول الحدیث کہا۔

ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب لسان المیزان میں ابو محمد بن عمرو بن حریث کی جرح کرتے ہوئے امام ابو جعفر طحاوی کا قول نقل کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:

''قال ابو جعفر الطحاوی مجہول '' (۱۷)

ابو جعفر طحاوی نے (ابو محمد بن عمرو بن حریث کو) مجہول کہا

اسی راوی کا تذکرہ کرتے ہوئے جمال الدین ابن الزکی نے اپنی کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں امام طحاوی کے قول کو بطور حجت نقل کیا ہے۔

''وقال ابو جعفر الطحاوی: مجہول'' (۱۸)

اسی طرح محمد بن موسیٰ بن ابی عبداللہ الفطری کے تذکرہ میں امام طحاوی کے قول کو بطور حجت نقل کیا:

''وقال ابو جعفر الطحاوی: محمود فی روایتہ''

(۱۹)

جرح و تعدیل کے باب میں اس فن کے ماہرین کا امام طحاوی کی رائے کو بطور حجت نقل کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انھوں نے اس فن میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کو معتبر گردانا ہے۔

اس مقام پر ہم امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی معروف کتاب مشکل الآثار میں امام موصوف کے جرح و تعدیل میں اختیار کردہ اسلوب کا جائزہ لیتے ہیں۔ جب ہم اس کتاب کا اس حوالہ سے مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ امام طحاوی نے جرح و تعدیل کرتے ہوئے ان تمام مراتب جرح و تعدیل کا لحاظ رکھا جسے اس فن کے ماہرین نے بیان کیا ہے۔ کسی مقام پر راوی کی تعدیل کرتے ہوئے افعل التفضیل کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے اثبت الناس وغیرہ کے الفاظ نقل کرتے ہیں، کہیں النھایۃ فی التثبت وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو تعدیل کے اول و عالی مرتبہ کو ظاہر کرتے ہیں، کسی مقام پر توثیق کی صفت کو تاکید کے ساتھ دو مرتبہ ذکر کر دیتے ہیں یا دو صفات بیان کر دیتے ہیں مثلاً ثقہ ثبت، ثقہ مأمون اور یہ الفاظ تعدیل کے دوسرے مرتبہ کو ظاہر کرتے ہیں۔ کسی مقام پر صرف ثقہ وغیرہ کے الفاظ نقل کرتے ہیں تاکہ نہ صرف تعدیل کے مراتب واضح ہو جائیں بلکہ رواۃ کے قابل حجت ہونے یا نہ ہونے کا بھی علم ہو جائے۔

اسی طرح رواۃ کی جرح کرتے ہوئے بھی ایسے الفاظ نقل کرتے ہیں جن سے ان کے مراتب کا علم ہو سکے مثلاً کبھی لیس بالقوی کے الفاظ کے ساتھ جرح کرتے ہیں۔ کسی مقام پر لیس ھذا عند اھل الحدیث حجۃ کے الفاظ سے جرح کرتے ہیں، کہیں لیس عند ھم حجۃ کے الفاظ نقل کر کے قاری پر ان رواۃ کا درجہ واضح کر دیتے ہیں، کہیں یضعف غایۃ الضعف کے الفاظ نقل کر کے جرح کرتے ہیں۔

شرح مشکل الآثار میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مقامات پر فن جرح و تعدیل سے استفادہ کرتے ہوئے احادیث میں پائے جانے والے اشکالات کو رفع کیا ہے۔ بعض مقامات پر دو متعارض روایات میں سے کسی ایک روایت کو ترجیح دینے کے لئے آپ نے فن جرح و تعدیل سے معاونت حاصل کی تاکہ مختلف قسم کی روایات میں سے صحیح روایات قارئین کے سامنے آجائیں اور وہ عملی طور پر اطمینانِ قلبی حاصل کر سکیں۔

اب ذیل میں راقم الحروف ہی سے امام طحاوی رحمۃ شکل الآثار اللہ علیہ کا جرح الرواۃ اور تعدیل الرواۃ میں اسلوب کا جائزہ لیتا ہے تا کہ رواۃ حدیث کی معرفت کے حوالے سے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام و مرتبہ واضح کیا جا سکے۔ راقم نے جرح کو تعدیل پر مقدم کیا کیوں کہ فن جرح و تعدیل کی اصطلاح میں جرح کو تعدیل پر تقدم لفظی حاصل ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جب کسی راوی کی جرح اور تعدیل میں تعارض ہو یعنی بعض علماء اس کی جرح کرتے ہیں اور بعض تعدیل، تو ایسی صورت میں جرح، تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔

مشکل الآثار کا جرح الرواۃ میں اسلوب:

مشکل الآثار کے مقدمہ میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت کردہ احادیث میں غور و فکر کرنے کے تین مقاصد ذکر کیے ہیں۔

۱۔ اشکالات کو حسب قدرت واضح کرنا

۲۔ ان احادیث میں موجود احکام کا استخراج کرنا

۳۔ ان مرویات میں موجود اشکالات کو دور کرنا

لہٰذا ان مقاصد کے حصول کے لیے بسا اوقات امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فن جرح و تعدیل سے بھی مدد حاصل کرتے ہیں تا کہ قارئین پر واضح ہو جائے کہ راجح اور مرجوح روایات کون سی ہیں۔ جرح الرواۃ میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے اسلوب کو جاننے کے لئے مشکل الآثار کے مختلف ابواب کا جائزہ لیتے ہیں۔

باب بیان مشکل ماروی عنہ علیہ السلام فی امرہ علی بن ابی طالب فی حجہ بالقیام علی بدنہ وبما امرہ بہ فی ذلک وخاطبہ بہ فیہ:

احادیث کے راویوں کی معرفت میں ایک بڑی دشواری یہ بھی پیش آتی ہے کہ بسا اوقات راوی کا نام بغیر کنیت اور نسبت کے ذکر کیا جاتا ہے۔ جس سے اس راوی کی پہچان مشکل ہو جاتی ہے اور حدیث کو پرکھنے میں مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مشکل الآثار میں بھی کئی ایسے مقامات آتے ہیں اور امام طحاوی اس کے مختلف احتمالات ذکر کر کے ان راویوں کی جرح و تعدیل کرتے ہیں۔ یہ باب بھی انہیں مقامات میں سے ایک ہے۔ اس باب میں امام طحاوی نے اپنی سند کے ساتھ ایک حدیث روایت کی، جس میں ایک

راوی کا نام عبد الکریم ہے اور سند میں ان کا نام بغیر کنیت یا نسبت سے ذکر کیا گیا ہے ان کے بارے میں ذہن میں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ یہ عبد الکریم کون ہیں؟ کیوں کہ احادیث کے رواۃ میں عبد الکریم نام کے دو راوی موجود ہیں، ایک کا نام عبد الکریم الجزری ہے جبکہ دوسرے کا نام ابو امیہ عبد الکریم ہے، ایک اہل حدیث کے ہاں حجت ہیں جبکہ دوسرے مجروح ہیں۔ اس مقام پر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اشکال کو موضوع گفتگو بنایا اور اسی ضمن میں عبد الکریم ابو امیہ کی جرح فرمائی۔ امام موصوف رقم طراز ہیں۔

''فا حتمل ان یکون عبدالکریم الذی روی هذا الحدیث عنہ هو عبدالکریم بن مالک الجزری وهو حجۃ عند اهل الحدیث فی الحدیث۔ واحتمل ان یکون هو عبدالکریم ابو امیہ ولیس عندهم بحجۃ فی الحدیث'' (۲۰)

پس احتمال ہے کہ عبد الکریم جنہوں نے اس حدیث کو روایت کیا، وہ عبد الکریم بن مالک الجزری ہوں اور وہ اہلِ حدیث کے نزدیک حجت ہیں۔ یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ وہ عبد الکریم ابو امیہ ہوں جو اہلِ حدیث کے ہاں حدیث میں حجت نہیں ہیں۔

اس مقام پر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الکریم ابو امیہ کی جرح " لیس عندهم بحجۃ فی الحدیث " کے الفاظ کے ساتھ کی ہے۔ اس جرح میں امام طحاوی متفرد نہیں ہیں۔ بلکہ دیگر ماہرین فن نے بھی عبد الکریم ابو امیہ کی جرح کی ہے۔ چنانچہ صاحبِ تہذیب الکمال، عبد الکریم ابو امیہ کے ذکر میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں:

''قال عبدالله بن احمد بن حنبل فی موضوع آخر: سألت ابی عن عبدالکریم ابی امیہ فقال: بصری نزل مکۃ ، وکان معلما وهو ابن ابی المخارق وکان ابن عیینۃ یستضعفہ، قلت لہ: هو ضعیف ؟ قال : نعم''(۲۱)

عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے دوسرے مقام پر فرمایا: میں نے اپنے والد (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) سے عبد الکریم ابو امیہ کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے فرمایا وہ بصری تھے، مکہ میں آئے اور وہ معلم بھی تھے، ابو المخارق کے بیٹے تھے۔ ابنِ عیینہ انہیں ضعیف خیال کرتے تھے۔ (عبد اللہ کہتے ہیں) میں نے ان سے کہا: کیا وہ واقعی ضعیف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں

علامہ ذہبی اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں عبد الکریم بن ابی المخارق ابو امیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فاما عبدالكريم بن ابی المخارق ابو امية فشيخ بصری مؤدب ليس بقوی الحديث '' (۲۲)

عبد الکریم بن ابی المخارق، ابو امیہ بصری شیخ ہیں حدیث میں قوی نہیں۔

ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں عبد الکریم ابو امیہ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''قال ابن معين ثنا حشام بن يوسف عن معمر قال قال ايوب لا تأخذوا عن ابی امية عبدالكريم فانه ليس بثقة '' (۲۳)

یحیٰ بن معین نے کہا کہ ہم سے ہشام نے بیان کیا، ہشام نے معمر سے روایت کرتے ہوئے ایوب کا قول نقل کیا کہ ابو امیہ عبد الکریم سے حدیث مت لو وہ ثقہ نہیں ہے۔

امام طحاوی نے مشکل الآثار ہی میں ایک اور مقام پر عبد الکریم بن ابی المخارق کی جرح ان الفاظ سے کی ہے:

''وحدث به ابو جعفر الرازی عن عبدالكريم بن ابی المخارق وهو مغمور فی رواية '' (۲۴)

ابو جعفری رازی نے اس حدیث کو عبد الکریم بن ابی المخارق سے روایت کیا ہے اور وہ حدیث کی روایت میں جہالت رکھتا ہے۔

باب بيان مشكل ماروی عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فی قطع السدر من نهی او اباحة :

اس باب میں جس مسئلہ پر گفتگو کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آیا بیری کے درخت کا کاٹنا منع ہے یا مباح ہے؟ اس اختلاف کا سبب مختلف مفاہیم رکھنے والی احادیث ہیں جن میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ مختلف مفاہیم رکھنے والی احادیث کو اپنی سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور انتہائی علمی انداز سے ان احادیث میں موجود اشکالات کو واضح کرتے ہیں، اور ان میں موجود تعارض کو رفع کرنے کے لئے آپ نسخ کا طریق اختیار کرتے ہیں۔ لہٰذا ایک روایت کو ناسخ اور دوسری کو منسوخ قرار دیتے ہیں ۔ دوسرا طریق جو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا وہ ترجیح کا طریق ہے۔ ایک روایت کو دوسری

روایت پر ترجیح دینے کے لئے آپ نے فنِ جرح وتعدیل سے معاونت حاصل کی اور اپنی بیان کردہ وہ روایت جس کا مدار ابراہیم بن یزید پر تھا، اسے مرجوح قرار دیا اور ابراہیم بن یزید پر جرح فرمائی نیز اس میں موجود سند اضطراب کی طرف بھی اشارہ کیا۔ ابراہیم بن یزید کی جرح کرتے ہوئے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''وابراهيم ليس بحجة عليه، بل اهل الاسناد يضعفون روایة فی هذا وفی غیره '' (۲۵)

ابراہیم بن یزید، اس (یعنی ابنِ جریج) پر حجت نہیں ہیں بلکہ اہل الاسناد نے ابراہیم کی روایت کو اس معاملہ میں نیز اس کے علاوہ دیگر معاملات میں ضعیف قرار دیا ہے۔

دیگر ماہرینِ فن نے بھی ابراہیم بن یزید کی جرح کی ہے۔ لہٰذا علامہ ذہبی، میزان الاعتدال میں ابراہیم بن یزید الخوزی کے بارے میں لکھتے ہیں

''قال احمدو النسائی: متروک وقال ابن معین لیس بثقة وقال البخاری سکتواعنه '' (۲۶)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں ابراہیم بن یزید پر علماء کی جرح کو نقل کیا:

''قال احمد : متروک الحدیث وقال ابن معین : لیس بثقة ولیس بشئی وقال ابو زرعة وابو حاتم : منکر الحدیث ضعیف الحدیث وقال البخاری : سکتوا عنه ، قال الدو لابی یعنی ترکوه وقال النسائی متروک الحدیث '' (۲۷)

امام احمد نے (ابراہیم بن یزید کو) متروک الحدیث کہا، یحییٰ بن معین نے ابراہیم بن یزید کی جرح لیس بثقہ اور لیس بشئی کے الفاظ کے ساتھ کی۔ ابوزرعہ اور ابو حاتم نے منکر الحدیث اور ضعیف الحدیث کہا۔ امام بخاری نے فرمایا کہ علماء نے ان سے سکوت کیا، علامہ دولابی (سکوت کے معنی واضح کرتے ہوئے) فرماتے ہیں یعنی علماءِ فن نے ان کو ترک کیا۔ امام نسائی نے متروک الحدیث کہا۔

علامہ بدر الدین عینی نے شرح معانی الآثار کے رجال پر ایک کتاب تحریر کی، جس کا نام مغانی الاخیار ہے۔ علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب میں ابراہیم بن یزید خوزی کے ذکر میں، مختلف علماء کی ابراہیم بن یزید پر کی جانے والی جرح نقل فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''قال ابن معین لیس بثقہ ولیس بشئی ۔ وقال احمد : متروک الحدیث وقال ابو زرعۃ : منکر الحدیث ، ضعیف الحدیث ، وقال ابن ابی حاتم : ھو منکر الحدیث ، وقال النسائی : متروک الحدیث '' (۲۸)

باب بیان مشکل الواجب فیما اختلف فیہ اھل العلم فی الرجل یشتری السلعۃ فیغلس اویموت وعلیہ دیون ، ھل یکون بائعھا احق بھا من غرما ئہ ام لا:

اس باب میں ایک فقہی اختلاف پر بحث کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص دیوالیہ قرار دے دیا جائے یا مر جائے اور اس کے پاس کسی شخص کا وہ سامان بعینہ موجود ہو جس کو مفلس نے اس شخص سے خریدا ہو نیز اس پر کسی کا قرض بھی ہو تو اس سامان پر زیادہ حق کس کا ہے ؟ آیا سامان والا اس سامان پر زیادہ حق رکھتا ہے یا سامان والا اور باقی قرض خواہ اس سامان میں برابر ہیں ؟ اس معاملے میں علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے ، بعض اہلِ علم کا کہنا ہے کہ سامان والا اس سامان کا زیادہ حق دار ہے اور بعض اہلِ علم کے نزدیک سامان والا اور قرض خواہ اس سامان میں برابر ہیں۔ ثانی الذکر موقف حنفیہ کا ہے، جیسا کہ صاحب ہدایہ، ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ (م۔۵۹۳ھ) نے اپنی کتاب ہدایۃ میں ذکر کیا ہے :

''ومن افلس وعندہ متاع الرجل بعینہ ابتاعہ منہ فصاحب المتاع اسوۃ للغرماء فیہ '' (۲۹)

جس شخص کو مفلس (دیوالیہ) قرار دے دیا گیا ہو اور اس کے پاس کسی شخص کا سامان ہے جسے اس مفلس نے اس شخص سے خریدا ہے تو سامان والا اور باقی قرض خواہ اس سامان میں برابر ہیں ۔

اس سلسلہ میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ بھی حنفی مذہب کو ترجیح دیتے ہیں۔ ابتداءً ان حدیث کو نقل کرتے ہیں جن کے ظاہر سے مذہب حنفیہ کی تردید ہوتی ہے۔ پھر ان احادیث میں پائے جانے والے مختلف احتمالات کو ذکر فرماتے ہیں تاکہ احادیث کا معنی قارئین پر واضح ہو جائے نیز اس میں موجود اشکالات و احالات رفع ہو جائیں۔ اس سلسلے میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں ایک ایسی حدیث

نقل فرماتے ہیں جس سے مالکیہ استدلال کرتے ہیں اور اسے حنفیہ پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ نقل حدیث کے بعد انتہائی علمی انداز سے اس حدیث کی سند پر گفتگو کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:

''وکنا لانری ذلک حجۃ لہ علینا فی خلافنا ایاہ الذی ذکرنا لا نقطاع ھذا الحدیث ۔'' (۳۰)

جو اختلاف ہم نے ذکر کیا ہے اس میں ہم اس حدیث کو اپنے خلاف حجت نہیں سمجھتے کیونکہ اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے۔

اس کے بعد امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ مخالفین کی جانب سے ایک اور حدیث نقل کرتے ہیں اور اپنے اسلوب کے مطابق اس حدیث کی سند پر گفتگو کرتے ہوئے ثابت کرتے ہیں کہ یہ حدیث بھی ہمارے خلاف مخالفین کی حجت اور دلیل نہیں بن سکتی۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''فکنا لانری ذلک حجۃ لہ علینا لفساد روایۃ اسماعیل بن عیاش عن غیر الشامیین'' (۳۱)

ہم اس حدیث کو اپنے خلاف مخالفین کی حجت نہیں سمجھتے کیوں کہ اسماعیل بن عیاش کی غیر شامیوں سے روایت فاسد ہے۔ (اور یہ حدیث اسماعیل بن عیاش نے غیر شامی راوی سے روایت کی ہے)

اسماعیل بن عیاش کے بارے میں امام موصوف نے شرح معانی الآثار میں بھی ایک حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے اور غیر شامیوں سے ان کی روایت کے عدم حجت کا قول کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

''واما ماروؤہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ من ذلک فانما ھو من حدیث اسماعیل بن عیاش عن صالح بن کیسان وھم لا یجعلون اسماعیل فیما روی عن غیر الشا میین حجۃ فکیف یحتجون علی خصمھم ، بما لوا حتج بمثلہ علیھم لم یسوغوہ ایاہ '' (۳۲)

اسماعیل بن عیاش کے بارے میں دیگر ماہرین فن کی رائے بھی امام طحاوی کی رائے سے مختلف نہیں ہے۔ چنانچہ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں اسماعیل بن عیاش کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''قال مضر بن محمد الاسدی عنہ اذا حدث عن الشامیین وذکرالخبر فحدیثہ مستقیم واذا حدث عن الحجاز بین والعراقیین خلط ماشئت''(۳۳)

مضر بن محمد اسدی اسماعیل بن عیاش کے بارے میں کہتے ہیں کہ جب وہ شامیوں سے حدیث بیان کریں تو ان کی حدیث قابلِ حجت ہے لیکن جب حجازیوں اور عراقیوں سے روایت کریں تو وہ قابلِ قبول نہیں ہے۔

علامہ جمال الدین ابو الحجاج یوسف المزی، تہذیب الکمال میں اسماعیل بن عیاش کے بارے میں علی ابن المدینی کا قول نقل کرتے ہیں:

''عن علی المدینی: کان یوثق فیما روی عن اصحابہ اهل الشام فا ما ماروی عن غیر اهل الشام ففیہ ضعف۔'' (۳۴)

علی المدینی سے مروی ہے وہ اسماعیل بن عیاش کو ان روایات میں ثقہ قرار دیتے ہیں جو انھوں نے اہل شام سے روایت کی ہیں اور وہ روایات جو انھوں نے غیر شامی حضرات سے روایت کی ہیں ان میں وہ ضعیف ہیں۔

علامہ ابن عدی اپنی کتاب الکامل فی ضعفاء الرجال میں اسماعیل بن عیاش کے بارے میں کہتے ہیں:

''وحدیثہ عن الشامیین اذا روی عنہ ثقۃ فهو مستقیم'' (۳۵)

اسماعیل بن عیاش کی شامیوں سے روایت کردہ حدیث مستقیم ہے جبکہ اس حدیث کو اسماعیل بن عیاش سے ثقہ شخص نے روایت کیا ہو۔

خطیب بغدادی اپنی کتاب تاریخ بغداد میں اسماعیل بن عیاش کے بارے میں یحیٰ بن معین کا قول نقل کرتے ہیں:

''فقال کان ثقۃ فیما روی عن اصحابہ اهل الشام وماروی عن غیر هم فخلط فیها۔'' (۳۶)

انہوں نے (یعنی یحیٰ بن معین نے) کہا کہ اسماعیل بن عیاش ثقہ ہیں ان روایات میں جو انھوں نے اپنے شامی اصحاب سے روایت کیں اور جو روایات انھوں نے شامیوں کے علاوہ سے روایت کی ہیں ان میں آمیزش ہے۔

اسی باب میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ذکر کرتے ہوئے ایک حدیث نقل کرتے ہیں جو شوافع کی دلیل ہے۔اس حدیث کے ایک راوی ابو المعتمر بن عمرو بن رافع ہیں۔امام طحاوی اس راوی کی جرح کرتے ہوئے اس حدیث کو مرجوع قرار دیتے ہیں۔راوی کی جرح کرتے ہوئے امام طحاوی رقم طراز ہیں:

''وهذا الحديث انما رجع الى ابى المعتمر الذى لا يعرف ولا يدرى من هو،ولا سمعنا له ذكرا الا فى هذا الحديث''(۳۷)

اور یہ حدیث ابو المعتمر سے مروی ہے جس کے بارے میں جہالت پائی جاتی ہے(یعنی یہ مجہول راوی ہے)۔ہم نے اس کا ذکر اس حدیث کے علاوہ کہیں نہیں سنا۔

اس طرح امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکل الآثار میں متعارض روایات بیان کرنے کے بعد بسا اوقات فن جرح و تعدیل سے ایک قسم کی روایت کو مرجوح اور اس کے مقابل روایات کو راجح قرار دیتے ہیں۔

باب بيان مشكل ماروى عن رسول الله ﷺ فى اسار السباع والدواب سواها من طهارة ومن غير ها:

اس باب میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے جانوروں اور درندوں کے جھوٹے کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی احادیث نقل کیں۔ان احادیث میں پیدا ہونے والے اشکالات و احالات کو نہ صرف واضح کیا بلکہ انھیں رفع کر کے حدیث کے فہم کو قارئین کے لئے آسان کر دیا۔

اس باب میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ تین احادیث نقل فرماتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر پانی دو قلوں (مٹکوں) سے کم ہے تو اس میں نجاست اثر انداز ہوتی ہے اور اگر دو قلوں سے زیادہ ہے تو نجاست اثر انداز نہیں ہوتی۔پہلی حدیث جو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،اس میں یہ امر مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اس پانی کے بارے میں سوال کیا گیا جس پر درندے آتے جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا:پانی جب دو مٹکوں تک پہنچ جائے تو نجاست کو نہیں اٹھاتا۔اسی طرح ایک حدیث میں درندوں کے ساتھ دواب یعنی دیگر چارپاؤں والے جانوروں کا بھی ذکر ہے۔(۳۸)

ان احادیث کو نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس امر کو واضح کر دیا جائے کہ سباع اور دواب سے پانی جھوٹا ہو جاتا ہے اور احادیث کے مفہوم مخالف سے یہ امر بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے پانی کی نجس ہونے کی نفی نہیں فرمائی بلکہ پانی کی ایک خاص مقدار کا ذکر فرمایا ہے جس تک پہنچ کر پانی نجاست کو قبول نہیں کرتا۔

نقل احادیث کے بعد امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ''فقال قائل'' کہتے ہوئے معترض کا ایک قول نقل کرتے ہیں:

> ''فقال قائل:کیف تقبلون هذا الحدیث فی اسار السباع والدواب وانتم تروون عن رسول الله □ فیها مایخالف ما قد رو یتموه فی هذاالباب فیها'' (۳۹)
>
> قائل نے کہا: تم اس حدیث کو درندوں اور چوپاؤں کے جھوٹے کے بارے میں کیسے قبول کر سکتے ہو حالانکہ تم اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے اس کے مخالف حدیث روایت کر چکے ہو۔

قائل نے اس اعتراض میں جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو ذکر کرتے ہیں اور اس کے ایک راوی عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم کی جرح کرتے ہوئے معترض کے اعتراض کا جواب دیتے ہیں۔ امام طحاوی رقم طراز ہیں:

> ''فکان جوابنالہ فی ذلک بتو فیق الله عزوجل وعونہ ان هذا الحدیث الذی ذکره لیس من الاحادیث التی یحتج بمثلها لانہ انما دار علی عبدالرحمن بن زید بن اسلم،وحدیثہ عند اهل العلم بالحدیث فی النها یۃ من الضعف۔''(۴۰)
>
> اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور توفیق سے قائل کو ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث جس کا اس نے ذکر کیا ہے ایسی احادیث میں سے نہیں ہے جسے دلیل کے طور پر اختیار کیا جائے۔ کیونکہ اس حدیث کا مدار عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم پر ہے اور اس کی حدیث میں حدیث کے علماء کے نزدیک انتہائی درجے کا ضعف پایا جاتا ہے۔

اس سلسلے میں جب ہم دیگر ماہرین فن کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تو عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے بارے میں ایسی ہی آراء سامنے آتی ہیں۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب التاریخ الکبیر میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے ذکر میں لکھتے ہیں:

''ضعفہ علی جدا'' (۴۱)

علی (المدینی) نے انہیں انتہائی ضعیف قرار دیا ہے۔

ابن عدی اپنی کتاب ''الکامل فی ضعفاء الرجال'' میں رقم طراز ہیں:

''سمعت احمد بن علی بن المثنی یقول:سمعت یحیٰ بن معین و سئل عن بنی زید بن اسلم فقال لیسو ابشئ ثلاثتھم یعنی اسامہ و عبداللہ و عبدالرحمن،حدثنا محمد بن علی،حدثنا عثمان بن سعید قلت لابن معین،عبدالرحمن بن زید بن اسلم کیف حدیثہ قال ضعیف،حدثنا ابن ابی بکر وابن حماد قالا حدثنا عباس،قال سمعت یحیٰ یقول:اسامتو عبداللہ و عبدالرحمن بن زید بن اسلم ھولاءاخوۃ و لیس حدیثہم بشئ جمیعا۔'' (۴۲)

میں نے احمد بن علی بن المثنی سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے یحیٰ بن معین سے سنا:ان سے زید بن اسلم کے بیٹوں کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:ان تینوں کا علم حدیث میں کوئی مقام نہیں ہے۔ان کی مراد اسامہ،عبد اللہ اور عبد الرحمن ہے۔ ہم سے محمد بن علی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے عثمان بن سعید نے بیان کیا کہ میں نے ابن معین سے پوچھا کہ عبد الرحمن بن زید بن اسلم کی حدیث کیسی ہے؟ تو آپ نے فرمایا ضعیف ہے ہمیں ابن ابی بکر اور ابن حماد نے بیان کیا۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم سے عباس نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یحیٰ سے سنا کہ اسامہ،عبد اللہ اور عبد الرحمن جو زید بن اسلم کے بیٹے ہیں اور تینوں بھائی ہیں،حدیث کی روایت میں ان تینوں کا کوئی مقام نہیں ہے۔

بہر حال مشکل الآثار میں ایسے بہت سے مقامات ہیں جہاں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے رواۃ حدیث کی جرح کرتے ہوئے احادیث میں موجود اشکالات کو رفع کیا ہے اور قارئین کے لئے اس کے فہم کو آسان بنادیا ہے۔

مشکل الآثار کا تعدیل الرواۃ میں اسلوب :

اس امر کی پہلے وضاحت کی جاچکی ہے کہ شرح مشکل الآثار میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ احادیث میں پائے جانے والے اشکالات و احالات کو دور کرنے کے لئے یا دو متعارض روایات میں سے کسی ایک روایت کو ترجیح دینے کے لئے بعض اوقات فن جرح و تعدیل سے بھی مدد حاصل کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں جہاں کہیں راوی کے عادل یا تام الضبط ہونے پر شبہات کا شائبہ ہو تو آپ ان شکوک و شبہات کو راوی کی تعدیل کرتے ہوئے رفع کر دیتے ہیں تاکہ قارئین احادیث کو کماحقہ سمجھ سکیں اور بظاہر متعارض روایات کی بنا پر جو اذہان میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں وہ دور ہو جائیں اور دین کے ایک بنیادی ماخذ کی حقانیت سب پر واضح ہو جائے۔

تعدیل الرواۃ میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے اسلوب کو جاننے کے لئے مشکل الآثار کے چند مقامات کا جائزہ لیتے ہیں۔

باب بیان مشکل ماروی عن رسول اللہ ﷺ فی قیام الرجال بعضھم الی بعض : اس باب میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ان احادیث کو نقل کرتے ہیں جو قیام تعظیمی کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے مروی ہیں اور پھر اپنے اسلوب بیان کے مطابق ان احادیث میں پائے جانے والے اشکالات کو دور کرتے ہیں۔ قیام تعظیمی علماء کے مابین ایک اختلافی مسئلہ رہا ہے اور اس اختلاف کی وجہ روایات کا مختلف ہونا ہے۔ بعض روایات سے قیام تعظیمی کا جواز فراہم ہوتا ہے اور بعض روایات میں قیام تعظیمی کی مخالفت وارد ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ابتداءً ان احادیث کو اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں، جن سے قیام کے جواز کا ثبوت ملتا ہے۔ پہلی حدیث میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو توبہ کی قبولیت پر مبارک باد دینے کے لئے قیام اور ان کی طرف بھاگنے کا ذکر ہے۔ اس حدیث کو مختلف اسانید کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد قیام تعظیمی کے جواز ہی کے سلسلہ میں ایک اور حدیث اپنی کئی اسانید کے ساتھ بیان کرتے ہیں جس میں نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے لوگوں کو حکم دیا '' قوموا الی سید کم ، او الی خیرکم '' یعنی اپنے سردار یا اپنے بہترین شخص کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی روایات اپنی سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں جس میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نبی کریم ﷺ کے لیے قیام کا ذکر ملتا ہے۔(۴۳)

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ان احادیث کو ذکر کرنے کے بعد ایک ایسی حدیث نقل فرماتے ہیں جو بظاہر پہلی مرویات سے متعارض ہے۔

''فقال قائل : كيف تقبلون هذه الاحاديث وانتم تروون عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما يخا لفها ؟ فذكر ماحد ثنا على بن معبد قال : حدثنا شبابة بن سوار ، قال حدثنى المغيرة بن مسلم قال حدثناعبدالله بن بريدة قال : سمعت معاوية بن ابى سفيان يقول : قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من احب ان يستجم له الرجال قياما وجبت له النار '' (۴۴)

معترض نے کہا کہ تم ان احادیث کو کیسے قبول کرسکتے ہو حالانکہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے وہ حدیث بھی روایت کی جو ان ما قبل احادیث کے مخالف ہے، پھر اس نے وہ حدیث ذکر کی جو ہم سے علی بن معبد نے بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے شبابہ بن سوار نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ مجھ سے مغیرہ بن مسلم نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن بریدہ نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ میں نے معاویہ بن ابی سفیان کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو پسند ہو کہ لوگ اس کے لئے کھڑے ہوں اس پر جہنم کی آگ واجب ہو گئی

مذکورہ بالا یہ حدیث ما قبل بیان کردہ احادیث سے معارض ہے۔ چونکہ تعارض کے لیے لازم ہے کہ دونوں احادیث صحیح ہوں اگر ایک صحیح اور دوسری ضعیف ہو تو صحیح کو ضعیف پر ترجیح ہوتی ہے اور تعارض نہیں رہتا۔ لہٰذا اس مقام پر ایک ایسے راوی کی تعدیل فرماتے ہیں جس کے بارے میں قارئین شکوک و شبہات کا شکار ہوسکتے تھے تاکہ یہ امر واضح ہو جائے کہ یہ حدیث ما قبل مذکور روایات کی معارض بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ چنانچہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے راوی مغیرہ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''قال ابو جعفر: والمغيرة هذا هوا لقسملى ، ويقال له: السراج وهو احد الاثبات وعبد العزيز بن مسلم القسملى هو اخوه والمغيرة فوقه '' (۴۵)

ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ مغیرہ (جو اس حدیث کے رواۃ سے ہیں) قسملی ہیں اور انہیں سراج بھی کہا گیا ہے، وہ ثقہ اور تام الضبط راویوں میں سے ایک ہیں۔ عبد العزیز بن مسلم قسملی ان کے بھائی ہیں لیکن مغیرہ ثقاہت میں ان سے زیادہ ہیں۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مغیرہ بن مسلم کا جو تعارف اس مقام پر پیش کیا ہے کچھ ایسا ہی تعارف خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی (م۔ ۴۶۳ھ) نے اپنی کتاب تاریخ بغداد میں بھی ذکر کیا ہے نیز ان کے بارے میں ماہرین فن جرح و تعدیل کی آراء بھی ذکر کی ہیں، لکھتے ہیں:

''سئل یحیٰ بن معین عن المغیرۃ بن مسلم،فقال: صالح وکان ینزل المدائن...قال ابو زکریا: والمغیرۃ بن مسلم السراج ثقہ'' (۴۶)

یحیٰ بن معین سے مغیرہ بن مسلم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے صالح کے لفظ سے ان کی تعدیل کی...ابو زکریا نے کہا مغیرہ بن مسلم السراج ثقہ ہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں مغیرہ بن مسلم کے بارے میں فن رجال کے ماہرین کی آرا نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''قال عبداللہ بن احمد عن ابیہ ماری بہ بأ سا وقال ابن ابی خیثمۃ عن ابن معین صالح وقال الغلابی عن بن معین ثقہ وقال ابی حاتم صالح الحدیث صدوق وقال الدار قطنی لابأس بہ وقال یونس بن حبیب حدثنا ابو داؤد الطیالسی حدثنا المغیرۃ بن مسلم وکان صدوقا مسلما و ذکرہ بن حبان فی الثقات قلت وقال العجلی: ثقہ'' (۴۷)

عبد اللہ بن احمد اپنے والد احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے تھے میں ان (مغیرہ بن مسلم) سے روایت کرنے میں کچھ خرابی نہیں سمجھتا۔ ابن ابی خیثمہ نے کہا کہ یحیٰ بن معین نے انہیں صالح کہا۔ غلابی نے کہا کہ ابن معین نے انہیں ثقہ کہا۔ ابو حاتم نے انہیں صالح الحدیث اور صدوق کہا۔ دار قطنی نے کہا کہ ان سے روایت حدیث کرنے میں کوئی خرابی نہیں۔ یونس بن حبیب نے کہا کہ ہم سے

ابو داؤد طیالسی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے مغیرہ بن مسلم نے بیان کیا اور وہ صدوق تھے۔ ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا۔ عجلی نے کہا کہ وہ ثقہ تھے۔

ان ماہرین فن کی آراء پر اگر غور کیا جائے تو ابو زکریا، عجلی، ابن حبان اور غلابی کی روایت کے مطابق یحیٰ بن معین نے مغیرہ بن مسلم کو ثقہ قرار دیا ہے اور جس راوی کی تعدیل لفظ ثقہ سے کی جائے وہ قابلِ حجت ہوتا ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ بھی مغیرہ بن مسلم کو قابلِ حجت سمجھتے ہیں اسی لیے ان کی مذکورہ روایت کو ماقبل بیان کردہ صحیح احادیث کے معارض قرار دیتے ہوئے ان احادیث میں رفعِ تعارض کے لیے تطبیق کا طریق اختیار کرتے ہیں۔

باب بیان مشکل ماروی عن رسول اللہ □ من قولہ:لاحلف فی الاسلام و تمسکوا بحلف الجاھلیۃ:

اس باب میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ حلف بالتوارث سے متعلق وارد ہونے والی ان احادیث سے اشکال رفع کر رہے ہیں جو بظاہر متعارض نظر آتی ہیں۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں حلف یعنی ایک دوسرے کو بھائی بنانا اور ایک دوسرے کو ایسا حلیف بنانا جس سے وہ ایک دوسرے کے وارث بن جائیں جائز نہیں ہے جبکہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خود قریش اور انصار کو ایک دوسرے کا حلیف بنایا۔ اس باب کے شروع میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث کو دو مختلف اسانید کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔ پہلی روایت میں یحیٰ بن زکریا بن ابی زائدہ اپنے والد محترم سے اس حدیث کو بیان کرتے ہیں جبکہ دوسری روایت میں اسحاق الازرق اس حدیث کو زکریا بن ابی زائدہ سے روایت کرتے ہیں۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اپنی دونوں اسانید کے ساتھ بیان کرنے کے بعد ان اسانید کا تقابل کرتے ہیں اور ان اسانید میں جو اختلاف واقع ہوا ہے اس کو ذکر کرتے ہیں، پھر فن جرح و تعدیل کی مدد سے ایک راوی کی تعدیل کرتے ہوئے اپنی دانست میں جس سند کو زیادہ قوی تصور کرتے ہیں اس کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''فا ختلف یحیٰ بن زکریا،واسحاق بن یوسف علی زکریا بن ابی زائدہ فی اسناد ھذا الحدیث علی ما ذکر نا فی اختلافھما فیہ۔واللہ اعلم بالصواب فی ذلک غیر ان الذی تمیل الیہ القلوب فیہ مارواہ علیہ یحیٰ بن زکریا لثبتہ و حفظہ و جلالۃ مقدارہ فی العلم حتی لقد قال یحیٰ القطان

فیہ:ماقد حدثنا محمد بن علی بن داؤد قال حدثنا حارث بن سریج النقال،وقال سمعت یحیٰ بن سعید یقول:مابا لکوفۃ احد اثقل علی خلافا من یحیٰ بن زکریا،وکفی برجل یقول فیہ یحیٰ بن سعید مثل ھذا القول'' (۴۸)

پس اس حدیث کی سند میں زکریا بن ابی زائدہ سے اوپر یحیٰ بن زکریا اور اسحاق بن یوسف میں اختلاف ہوا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس معاملے میں کیا درست ہے؟لیکن اس بارے میں دل اس حدیث کی طرف مائل ہوتے ہیں جسے یحیٰ بن زکریا نے روایت کیا اور اس ترجیح کی وجہ یحیٰ بن زکریا کی ثقاہت،ان کا حفظ اور علم (حدیث) میں ان کی قدرو منزلت ہے،یہاں تک کہ یحیٰ القطان نے ان کے بارے میں کہا کہ ہم سے محمد بن علی داؤد نے بیان کیا،وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حارث بن سریج نے بیان کیا،وہ کہتے ہیں میں نے یحیٰ بن سعید کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوفہ میں اختلاف کے اعتبار سے مجھ پر جو سب سے قوی اور مضبوط شخص ہے وہ یحیٰ بن زکریا ہے،پس کسی شخص کے لیے یحیٰ بن سعید کا ایسا کہہ دیناہی (اس شخص کی قدرو منزلت کے لئے) کافی ہے۔

اس مقام پر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یحیٰ بن زکریا کی تعدیل کرتے ہوئے جو موقف اختیار کیا ہے ماہرینِ فن کی آراء کی روشنی میں وہ اس میں حق بجانب نظر آتے ہیں۔یحیٰ بن زکریا کے بارے میں دیگر علماء کی رائے بھی امام طحاوی سے مختلف نہیں ہے،چنانچہ علامہ ذہبی اپنی کتاب ''میزان الاعتدال'' میں یحیٰ بن زکریا کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

''قال علی بن المدینی:لم یکن بالکوفۃ بعد الثوری اثبت من ابن ابی زائدۃ وقال ایضاانتھی العلم الیہ فی زمانہ وقیل:ھو اول من صنف الکتب بالکوفۃوقال عمر والناقد:سمعت سفیان یقول:ماقدم علینا احد یشبہ ھذین:ابن المبارک و ابن ابی زائدۃ۔وقال یحیٰ القطان:مابالکوفۃ احد یخالفنی اشد علی من یحیٰ بن ابی زائدۃ۔'' (۴۹)

علی ابن مدینی نے کہا کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کوفہ میں یحیٰ ابن ابی زائدہ سے بڑھ کر کوئی تام الضبط نہیں نیز یہ بھی فرمایا کہ وہ اپنے زمانے

میں علم کے منتہائے کمال پر تھے۔ کہا جاتا ہے وہ کوفہ میں پہلے شخص تھے جنہوں نے کتب تصنیف کیں۔ عمرو الناقد نے کہا میں نے سفیان سے سنا وہ فرماتے تھے ہمارے زمانے میں کوئی شخص ان دو اشخاص کے مماثل نہیں ہے یعنی ابن المبارک اور یحیٰ ابن ابی زائدہ، یحیٰ القطان نے کہا کہ کوفہ میں میری مخالفت میں یحیٰ بن ابی زائدہ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔

ان امثلہ سے ایک تو جرح و تعدیل میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب واضح ہو جاتا ہے۔ نیز اس امر کی وضاحت بھی ہو جاتی ہے کہ امام موصوف نے جرح و تعدیل کرتے ہوئے کسی قسم کے تعصب سے کام نہیں لیا۔ راقم نے جابجا دیگر ماہرین جرح و تعدیل کی آراء ذکر کرتے ہوئے ایک تقابلی جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

خلاصہ بحث:

شریعت مطہرہ میں قرآن کریم کے بعد حدیث کو بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے لہٰذا امام محمد بن سیرین کے قول فانظر و اعن من تاخذون دینکم (۵۰) کے مطابق محدثین کو فن جرح و تعدیل سے معاونت حاصل کرتے ہوئے، احادیث کی اسانید کو پرکھنا انتہائی ناگزیر ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ محدثین نے اخذِ حدیث کے سلسلے میں اس امر کا بخوبی لحاظ رکھا ہے۔ محدثین کی اس جماعت میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ ماقبل سطور میں ہم نے فن جرح و تعدیل کے حوالے سے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مشکل الآثار کا جائزہ لیا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام موصوف نے احادیث میں پائے جانے والے اشکالات و احالات کو دور کرنے کے لئے فن جرح و تعدیل سے خوب مدد لی ہے۔ کئی مقامات پر آپ نے اس فن کی مدد سے بعض احادیث کو راجح اور بعض کو مرجوع قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں ایک قابلِ غور امر یہ بھی ہے کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح و تعدیل کرتے ہوئے ان صغیوں کا بھی لحاظ رکھا ہے جن سے جرح و تعدیل میں رواۃ کے مراتب کا بھی اندازہ لگایا جا سکے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ سورۃ الحجرات ۶/۴۹

۲۔ ابن ابی حاتم رازی، امام، کتاب الجرح والتعدیل، داراحیاء الثرات العربی، بیروت، ۶/۲

۳۔ الجصاص، امام ابو بکر الرازی (م۔ ۳۷۰ھ)، احکام القرآن، قدیمی کُتب خانہ، کراچی، س۔ن، ۵۹۴/۳

۴۔ مسلم بن الحجاج، امام، الصحیح، مکتبہ الحسن، اردو بازار لاہور، س۔ن، باب النھی عن الحدیث بکل ما سمع، ۸/۱

۵۔ ایضا، ۳۲۲/۲

۶۔ ابن الندیم، ابو الفرج محمد بن اسحاق (م۔ ۴۳۸ھ)، الفہرست، نور محمد، اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، کراچی، س۔ن، ص ۲۶۰

۷۔ اسماعیل پاشا البغدادی (م۔ ۱۳۹۹ھ)، ھدیۃ العارفین، داراحیاءر الثرات العربی، بیروت، ۵۹/۱

۸۔ زاہد الکوثری، علامہ، مقالات الکوثری، وحیدی کتب خانہ قصہ خوانی بازار، پشاور، س۔ن، ص ۳۵۲

۹۔ ذہبی، شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد (م۔ ۷۴۸ھ)، تذکرۃ الحفاظ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ط۔ ۱، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸م، ۱۱۷/۲

۱۰۔ ذہبی، شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد (م۔ ۷۴۸ھ)، میزان الاعتدال، دارالمعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، ط۔ ۱، ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۳م، ۴۴۷/۴

۱۱۔ ایضاً، ۴۵۹/۴

۱۲۔ ایضاً، ۴۶۴/۴

۱۳۔ خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی (م۔ ۴۶۳ھ)، تاریخ بغداد، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ط۔ ۱، ۱۴۱۷ھ، ۲۴/۴

۱۴۔ ابن حجر عسقلانی، ابو الفضل احمد بن علی بن محمد (م۔ ۸۵۲ھ) تہذیب التہذیب، مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیہ، الھند، ط۔ ۱۳۲۶، ۱ھ، ۴۲۰/۱

۱۵۔ ایضاً، ۳۱۳/۲

۱۶۔ ایضاً، ۴۴۱/۳

۱۷۔ ابن حجر عسقلانی، لسان المیزان، مؤسستہ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان، ط۔ ۱۳۹۰، ۲ھ، ۴۸۱/۷

۱۸۔ المزی، یوسف بن عبدالرحمن بن یوسف (م۔ ۷۴۲ھ)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، مؤسسہ الرسالۃ بیروت، ط۔ ۱، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰م، ۱۳۱/۳۴

۱۹۔ایضاً ،۲۶/۵۲۴

۲۰۔طحاوی،ابو جعفر احمد بن محمد(م۔۳۲۱ھ)،شرح مشکل الآثار،موسستہ الرسالہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴م،۲/۲۶۱

۲۱۔تہذیب الکمال،۱۸/۲۶۲

۲۲۔تذکرۃ الحفاظ،۱/۱۰۶

۲۳۔تہذیب التہذیب،۶/۳۷۶

۲۴۔شرح مشکل الآثار،۱۰/۴۳۵

۲۵۔ایضاً ،۷/۴۲۶

۲۶۔میزان الاعتدال،۱/۷۵

۲۷۔تہذیب التہذیب،۱/۱۸۰

۲۸۔عینی،بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد(م۔۸۵۵ھ)،مغانی الاخیار فی شرح اسامی رجال معانی الآثار، دارالکتب العلمیہ،بیروت۔لبنان،ط۔۱۴۲۷،اھ/۲۰۰۶م،۱/۲۵

۲۹۔مرغینانی،علی بن ابی بکر(م۔۵۹۳ھ)الھدایہ،مکتبہ رحمانیہ،اردوبازار،لاہور،س۔ن،۳/۳۶۱

۳۰۔شرح مشکل الآثار،۱۲/۱۸

۳۱۔ایضاً ،۱۲/۱۹

۳۲۔طحاوی،ابو جعفر احمد بن محمد(م۔ ۳۲۱ھ)،شرح معانی الآ ثار،مکتبہ رحمانیہ، اردوبازار، لاہور، س۔ن،۱/۱۴۸۔۱۴۷

۳۳۔تہذیب التہذیب،۱/۳۲۳

۳۴۔تہذیب الکمال،۳/۱۷۵

۳۵۔ابن عدی،ابو احمد عبداللہ(م۔۳۶۵ھ)،الکامل فی ضعفاءالرجال،الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ط۔۱۴۱۸،اھ/۱۹۹۷م،۱/۴۸۸

۳۶۔تاریخ بغداد،۶/۲۲۴

۳۷۔شرح مشکل الآثار،۱۲/۲۲

۳۸۔ایضاً ،۷/۶۴۔۶۳

۳۹۔ایضاً ،۷/۶۵

۴۰۔ ایضاً ،۷/ ۶۷

۴۱۔ بخاری، محمد بن اسماعیل بن ابراہیم(م۔۲۵۶ھ)،التاریخ الکبیر،دائرۃ المعارف العثمانیہ،حیدر آباد دکن، س۔ن،۵/ ۲۸۴

۴۲۔ الکامل فی ضعفاء الرجال،۵/ ۴۴۱

۴۳۔ شرح مشکل الآثار،۳/ ۱۵۰تا۱۵۴(ملحضاً)

۴۴۔ ایضاً ،۳/ ۱۵۴

۴۵۔ ایضاً ،۳/ ۱۵۵

۴۶۔ تاریخ بغداد،۱۵/ ۲۵۵

۴۷۔ تہذیب التہذیب،۱۰/ ۲۶۹

۴۸۔ شرح مشکل الآثار،۴/ ۲۹۷

۴۹۔ میزان الاعتدال،۴/ ۳۷۴

۵۰۔ صحیح مسلم،۱/ ۱۱